Al-Azhār

Volume 9, Issue 1 (Jan-june, 2023)

ISSN (Print): 2519-6707

Issue: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/20

URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/458

Article DOI: https://doi.org/ 10.5281/zenodo.8166595

Title Imam Muslim and the contextual Critique (A Critical Analysis of Kitab ut Tameyyeez)

Author (s): Noor Ur Rehman Hazarvi,Muhammad Imran ,Syed Naeem Badshah

Received on: 26 January, 2023
Accepted on: 27 March, 2023
Published on: 25 June, 2023

Citation: Noor Ur Rehman Hazarvi,Muhammad Imran ,Syed Naeem Badshah ““Imam Muslim and the contextual Critique (A Critical Analysis of Kitab ut Tameyyeez)Al-Azhār: 9 No.1 (2023):187-205

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

امام مسلمؒ اور نقدِ داخلی(کتاب التمیز کا انتقادی جائزہ)

Imam Muslim and the contextual Critique (A Critical Analysis of Kitab ut Tameyyeez)

**Noor Ur Rehman Hazarvi*
***Muhammad Imran*
****Syed Naeem Badshah*

Abstract:

Apparently the orientalist and liberal minded Muslims undr their sway raise this objection that the critique of Hadith scholars is limited to external critique alone. In external critique, the authentication of narration is focussed and Hadith has been divided into three categories on this basis i.e. sahih (credible), Hasan (acceptable) and zaeef (weak) whereas the internal Critique I e. The contextual critique is the least considered. It's main reason is either lack of awareness or malafied/intentional ignorance. The brief summary of Imam Muslim's Kitab ut Tameyyeez which consists of only 25 Hadith cites as many as 11 examples of internal Critique, 11 instances of both internal and external critique and barely three citations of exclusively external critique. This testifies that the Hadith scholars' main focus has been on the internal critique by and large. This article offers a critical survey of the Hadith having been scrutinized under the lens of internal critique.

Keywords: *Apparently, orientalist, liberal, minded Muslims, critique*

*Ph.D Scholar Faculty of Usuluddin, Department of Hadith, International Islamic University Islamabad
**Assistant Professor, Shaikh Zayed Islamic Centre University of Peshawar
***Postdoctoral Researcher ,IRI, Islamabad

عموماً مستشرقین اور ان سے متأثر ہم نوا آزاد خیال مسلمان باحثین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ محدثین کا نقد صرف "نقد خارجی" کے گرد ہی گھومتا ہے، نقد خارجی سے مراد نقد سند ہے اور اسی نقد خارجی کی بنیاد پر ہی انہوں نے حدیث کی تین اقسام کی جانب تقسیم کی ہے: صحیح، حسن، ضعیف۔ جب کہ نقد داخلی یعنی: نقدِ متن کی جانب وہ بالکل توجہ نہیں دیتے۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط اور خلاف واقع ہے۔ جس کا سبب یا تو لاعلمی ہے، یا ضد وعناد پر مبنی تجاہلِ عارفانہ! کتب العلل، کتب السؤالات، کتب التواریخ، کتب الجرح والتعدیل خصوصاً کتب التراجم المعللہ، کتب الموضوعات اور دیگر کتب علوم الحدیث میں صرف نقد داخلی کی ہی سینکڑوں مثالیں ملتی ہیں، امام مسلمؒ کی کتاب التمییز کی تلخیص جو صرف پچیس احادیث پر مشتمل ہے، میں صرف نقد داخلی کی گیارہ مثالیں، نقد داخلی وخارجی دونوں پر مشتمل گیارہ مثالیں اور صرف نقد خارجی پر مشتمل تین مثالیں ملیں گی۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے ائمہ حدیث نقد داخلی کا کتنا زیادہ اہتمام کرتے تھے۔ پیش نظر آرٹیکل میں اس کتاب میں صرف نقد داخلی پر مشتمل احادیث کا مختصر نقدی جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

عموماً مستشرقین اور ان سے متأثر ہو کر ان کے ہم نوا آزاد خیال مسلمان باحثین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ محدثین کا نقد صرف "نقد خارجی" کے گرد ہی گھومتا ہے، نقد خارجی سے مراد نقد سند ہے اور اسی نقد خارجی کی بنیاد پر ہی انہوں نے حدیث کی تین اقسام کی جانب تقسیم کی ہے: صحیح، حسن، ضعیف۔ جب کہ نقد داخلی یعنی: نقدِ متن کی جانب وہ بالکل توجہ نہیں دیتے۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے، جس کا سبب یا تو لاعلمی ہے، یا ضد وعناد پر مبنی تجاہلِ عارفانہ! اگر انہوں نے صحیح حدیث اور حسن حدیث کی شروط خمسہ پر سرسری نظر ہی ڈالی ہوتی تو وہ کبھی یہ اعتراض نہ کرتے۔ ان شروط خمسہ میں سے آخری دو شرطیں ہیں: السلامۃ من الشذوذ اور السلامۃ من العلۃ۔ اور اس کے تحت علماء مصطلح جب شذوذ اور علت کی تعریفیں کرنے کے بعد ان کی اقسام بیان کرتے ہیں، تو دونوں کو دو دو قسموں کی طرف تقسیم کرتے ہیں: شذوذ فی الإسناد اور شذوذ فی المتن۔ اور علت فی الإسناد اور علت فی المتن۔ گویا محدثین کے نزدیک کسی بھی حدیث کی صحت وحسن کے لئے ضروری ہے کہ وہ خارجی اور داخلی دونوں عیوب وخلل سے سالم وپاک ہو۔

کتب العلل، کتب السؤالات، کتب التواریخ، کتب الجرح والتعدیل خصوصاً کتب التراجم المعللہ، کتب الموضوعات اور دیگر علوم الحدیث کی کتب میں صرف نقد داخلی ہی کی سینکڑوں مثالیں ملتی ہیں۔

امام مسلمؒ کی کتاب "التمییز" جو اپنی اصل شکل میں موجود نہیں، اور جو موجود ہے، وہ تلخیص ہے، اور وہ بھی مکمل نہیں، اس میں صرف پچیس احادیث ہیں، جن میں امام مسلمؒ نے راویوں کے اوہام بیان کیے ہیں، اس مختصر کتاب میں صرف نقد داخلی کی گیارہ مثالیں، نقد داخلی و خارجی دونوں پر مشتمل گیارہ مثالیں اور صرف نقد خارجی پر مشتمل تین مثالیں ملیں گی۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے ائمہ ٔحدیث نقد داخلی کا کتنا زیادہ اہتمام کرتے تھے۔ ذیل میں صرف نقد داخلی پر مشتمل احادیث کا مختصر نقدی جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

پہلی حدیث: امام مسلمؒ فرماتے ہیں: «ذكر الأحاديث التي نقلت على الغلط في متونها: حدثنا أحمد بن يونس، ثنا زهير، ثنا أبو إسحاق، قال: سألت الأسود بن يزيد عما حدثت عائشة عن صلاة رسول الله ﷺ، قالت: كان ينام أول الليل، ويحيي آخره، وإن كانت له حاجة إلى أهله قضى حاجته، ولم يمس ماء حتى ينام، سمعت مسلمًا يقول: فهذه الرواية عن أبي اسحاق خاطئة؛ وذلك أن النخعي وعبد الرحمن بن الأسود جاءا بخلاف ما روى أبو اسحاق............»۔ (1)

علت کی تشریح: اس حدیث کا اسود بن یزیدؒ پر ہے، ان کے تین شاگرد امام ابراہیم نخعیؒ، امام عبد الرحمن بن الاسود اور امام ابو اسحاق سبیعیؒ ان سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں، اور ان کا آپس میں اختلاف ہے؛ چنانچہ امام ابو اسحاق سبیعیؒ یہ حدیث روایت کرتے وقت کہتے ہیں: «كان ينام أول الليل، ويحيي آخره، وإن كانت له حاجة إلى أهله قضى حاجته، ولم يمس ماء حتى ينام»۔ یعنی: آپ ﷺ رات کو مباشرت کے بعد پانی کو ہاتھ لگائے بغیر اسی طرح سو جایا کرتے تھے۔ جبکہ ان کے بالمقابل امام ابراہیم بن یزید نخعیؒ اور امام عبد الرحمن بن الاسودؒ یہ حدیث یوں روایت کرتے ہیں: «أن رسول الله ﷺ كان إذا أراد أن ينام –وهو جنب– توضأ وضوءه للصلاة قبل أن ينام»۔ امام مسلمؒ فرماتے ہیں: یہ روایت درست ہے اور ابو اسحاق سبیعیؒ کی روایت غلط ہے، انہوں نے دو ثقات راویوں کی مخالفت (2) کے ساتھ ساتھ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والے دیگر راویوں مثلاً: ابو سلمہؒ، عروہؒ، عبد اللہ بن قیس وغیرہ کی روایات، اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی مخالفت بھی کی ہے۔

دوسری حدیث: امام مسلمؒ فرماتے ہیں: «ومن الأخبار المنقولة على الوهم في المتن دون الإسناد: حدثنا الحسن الحلواني، ثنا يعقوب بن إبراهيم، ثنا أبي، عن صالح، عن ابن شهاب، أن أبا

بكر بن سليمان بن أبي حثمة أخبره أنه بلغه أن النبي ﷺ صلى ركعتين، ثم سلّم؛ فقال ذو الشمالين بن عبد عمرو: يا رسول الله، أقصرت الصلاة أم نسيت فقال رسول الله ﷺ: «لم تقصر الصلاة ولم أنس»، قال ذو الشمالين: قد كان ذلك يا رسول الله؛ فأقبل رسول الله ﷺ على الناس، فقال: «أصدق ذو اليدين؟»، قالوا: نعم؛ فقام رسول الله ﷺ، فأتم ما بقي من الصلاة، ولم يسجد السجدتين اللتين تسجدان إذا شك الرجل في صلاته حتى لقاه الناس... وخبر ابن شهاب هذا في قصة ذي اليدين وهمٌ غير محفوظ؛ لتظاهر الأخبار الصحاح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في هذا....»۔ [3]

علت کی تشریح: امام مسلمؒ کے اس حدیث پر کلام کا حاصل یہ ہے کہ: امام ابن شہاب زہریؒ نے یہ حدیث کئی شیوخ سے روایت کی ہے، جن میں سعید بن المسیبؒ، ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوفؒ، ابو بکر بن عبد الرحمنؒ، عبید اللہ بن عبد اللہ شامل ہیں، یہ سب حضرات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، نیز ابو بکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے بھی انہوں نے یہ حدیث روایت کی ہے، مگر یہ روایت مرسل ہے۔ امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ: اس حدیث میں امام ابن شہابؒ سے متن میں ایک وہم ہوا ہے [4] ، وہ یہ کہ انہوں نے ذکر کیا: آپ ﷺ نے سہو کے دو سجدے نہیں کیے۔ جب کہ یہی حدیث جب امام ابن سیرینؒ، ضمضم بن جوسؒ، ابو سفیان مولی ابن ابی حمدؒ، عراک بن مالکؒ، یزید بن ہرمزؒ، ابو سلمہؒ- من روایۃ سعد بن ابراہیم عنہ -، وغیرہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں تو سجدۂ سہو کا ذکر کرتے ہیں، نیز ان کی یہ حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، کی احادیث صحیحہ کے بھی مخالف ہے۔

تیسری حدیث: امام مسلمؒ فرماتے ہیں: «الخبر المنقول على الوهم في متنه: حدثني الحسن الحلواني، وعبد الله بن عبد الرحمن الدارمي، قالا: ثنا عبيد الله بن عبد المجيد، ثنا كثير بن زيد، حدثني يزيد بن أبي زياد، عن كريب، عن ابن عباس، قال: بتُّ عند خالتي ميمونة؛ فاضطجع رسول الله ﷺ في طول الوسادة، واضطجعت في عرضها، فقام رسول الله ﷺ، فتوضأ، ونحن نيام، ثم قام، فصلى، فقمت عن يمينه، فجعلني عن يساره، فلما صلى قلت: يا رسول الله، وساقه.... وهذا خبر غلط غير محفوظ؛ لتتابع الأخبار الصحاح برواية الثقات على خلاف ذلك أن ابن عباس إنما قام عن يسار رسول الله ﷺ؛ فحوّله حتى أقامه عن يمينه، وكذلك سنة رسول الله ﷺ في سائر الأخبار عن ابن

عباس أن الواحد مع الامام يقوم عن يمين الإمام، لا عن يساره.... »۔ (5)

علت کی تشریح: امام مسلمؒ کے اس حدیث پر کلام کا حاصل یہ ہے کہ: اس حدیث کا مدار کریب بن ابی مسلم ہاشمیؒ ہیں، یہ حدیث ان سے ان کے کئی شاگرد روایت کرتے ہیں، مگر یزید بن ابی زیاد جب یہ حدیث ان سے روایت کرتے ہیں تو یوں کہتے ہیں: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے دائیں جانب کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں گھما کر اپنے بائیں جانب کھڑا کیا"۔ جب کہ کریب ہاشمیؒ کے دیگر شاگرد مثلاً: مخرمہ بن سلیمانؒ، سلمہ بن کہیلؒ، سالم بن ابی الجعدؒ، عمرو بن دینارؒ وغیرہ یہ حدیث ان سے روایت کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بائیں جانب کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں گھما کر اپنے دائیں جانب کھڑا کیا"۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے دیگر شاگرد مثلاً: سعید بن جبیرؒ، عطاء بن ابی رباحؒ، عکرمہ مولی ابن عباس، شعبیؒ، ابو نضرہ منذر بن مالکؒ وغیرہ بھی کریب کے ثقات شاگردوں کی طرح ذکر کرتے ہیں۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی اسی طرح کا واقعہ پیش آیا تو آپ ﷺ نے انہیں گھما کر دائیں جانب کھڑا کیا۔ گویا یزید بن ابی زیاد -جو ضعیف راوی ہیں- کی روایت غلط ہے، انہوں نے نہ صرف کریب ہاشمیؒ کے ثقات اصحاب کی مخالفت کی ہے، بلکہ انہوں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے ثقات حفاظ شاگردوں کی روایات کی بھی مخالفت کی ہے، اسی طرح حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی مخالفت بھی کی ہے۔

چوتھی حدیث: امام مسلمؒ فرماتے ہیں: «ومن الأخبار التي رويت على الغلط والتصحيف: حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، ثنا قبيصة، ثنا سفيان، عن زيد بن أسلم، عن عياض، عن أبي سعيد، قال: كنا نورثه على عهد رسول الله ﷺ -يعني الجد- سمعت أبا الحسين يقول: هذا خبرٌ، صحَّف فيه قبيصة، وإنما كان الحديث بهذا الإسناد عن عياض، قال: كنا نؤديه على عهد رسول الله ﷺ - يعني في الطعام وغيره في زكاة الفطر- فلم يقر قراءته؛ فقلب قوله إلى أن قال: يورثّه، ثم قلب له معنًى، فقال: يعني الجد»۔ (6)

علت کی تشریح: اس حدیث کا مدار سفیان ثوریؒ پر ہے، ان کے شاگرد ان سے یہ حدیث روایت کرتے وقت متن میں اختلاف کرتے ہیں؛ چنانچہ قبیصہ بن عقبہؒ ان سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں: «ثنا

سفيان، عن زيد بن أسلم، عن عياض، عن أبي سعيد، قال: كنا نورثه على عهد رسول الله ﷺ - يعني الجد-»۔ جبکہ ان کے دیگر شاگرد مثلاً: محمد بن یوسف فریابیؒ، عبید اللہ بن موسیٰؒ، ابو حذیفہ النہدیؒ، وکیع بن الجراحؒ، عبد الرزاقؒ، یزید بن ابی حکیم عدنیؒ وغیرہ اسے اسی سند کے ساتھ یوں روایت کرتے ہیں: «كنا نؤدي صدقة الفطر على عهد رسول الله ﷺ...»۔ انہی میں سے بعض ان الفاظ کے ساتھ روایت کرتے ہیں: «كنا نخرج زكاة الفطر إذ كان فينا رسول الله ﷺ...»۔ اور بعض ان الفاظ کے ساتھ روایت کرتے ہیں: «كنا نعطي زكاة الفطر...»...... نظر بر آں قبیصہ بن عقبہؒ کی روایت جماعت کی روایت کے خلاف ہونے کی وجہ سے خطأ ہے۔ نقادِ حدیث کے مطابق قبیصہؒ سے ثوریؒ کی احادیث میں غلطیاں ہوتی رہتی ہیں، اور یہ بھی انہی اخطاء میں سے ہے۔

یہاں ایک اور بات بھی قابلِ توجہ ہے، وہ یہ کہ قبیصہؒ نے یہی حدیث علی وجہ الصواب بھی روایت کی ہے، اور ان کی یہ حدیث صحیح بخاریؒ میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے: «كنا نطعم الصدقة صاعًا من شعير...»۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سفیان ثوریؒ نے یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے، جن میں سے ایک لفظ "نؤدي" ہے۔ قبیصہ بن عقبہؒ نے "نطعم" والا لفظ تو ضبط کر لیا، مگر "نؤدي" والے لفظ میں ان سے تصحیف ہو گئی، جو بگڑ کر "نورثه" ہو گیا۔ پھر جب کسی نے ان سے اس کا مطلب پوچھا تو انہوں نے اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے، کہ "جد" کو آپ ﷺ کے عہد مبارک میں ہم میراث میں حصہ دیا کرتے تھے۔

پانچویں حدیث: امام مسلمؒ فرماتے ہیں: «ومن الحديث الذي في متنه وهمٌ: حدثنا ابن نمير، ثنا أبي، ثنا حجاج عن نافع، عن ابن عمر، قال: قال رسول الله ﷺ: من أعتق نصيبا له في عبد ضمن لأصحابه في ماله إن كان موسرًا، وإن لم يكن له مال بذل العبد. وروى هذا الخبر غيرُ واحدٍ هذه الرواية عن نافع في استسعاء العبد، فأعتق. والدليل على خطئه اتفاق الحفاظ من أصحاب نافع على ذكرهم في الحديث المعنى الذي هو ضد السعاية وخلاف الحفاظ المتقنين لحفظهم يبين ضعف الحديث من غيره.....»۔ (7)

علت کی تشریح: اس حدیث کا مدار امام نافع مولی ابن عمر پر ہے، یہ حدیث ان سے ان کے گئی

شاگردوں نے روایت کی ہے، جو ان سے روایت کرتے وقت آپس میں متن میں اختلاف کرتے ہیں؛ چنانچہ: حجاج بن ارطاۃ ان سے یہ حدیث یوں روایت کرتے ہیں: «عن نافع، عن ابن عمر، قال: قال رسول الله ﷺ: من أعتق نصيبا له في عبد ضمن لأصحابه في ماله إن كان موسرًا، وإن لم يكن له مال بذل العبد» ۔یعنی: جس نے کسی مشترکہ غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا، تو آزاد کرنے والا شخص اپنے ساتھیوں کے باقی ماندہ حصوں کا ضامن ہوگا بشرطیکہ وہ مالدار ہو، اور اگر وہ مالدار نہ ہو تو غلام مال کما کر باقی ماندہ حصوں کی قیمت ادا کر کے آزاد ہو جائے گا۔ فقہ کی اصطلاح میں اس عمل کو استسعاء کہا جاتا ہے۔ حجاج بن ارطاۃؒ کی متابعت ابراہیم بن میمون صائغؒ اور اشعث بن سوار کندیؒ نے کی ہے۔

جب کہ امام نافعؒ کے دیگر اصحاب مثلًا: عبید اللہ بن عمرؒ، مالک بن انسؒ، ایوب سختیانیؒ[8]، یحیٰی بن سعید انصاریؒ، موسیٰ بن عقبہؒ، جریر بن حازمؒ، لیث بن سعدؒ، جویریہ بن اسماءؒ، اسماعیل بن امیہؒ، ابن ابی ذئبؒ وغیرہ اسی سند کے ساتھ یوں روایت کرتے ہیں: «من أعتق شركًا له في عبدٍ، فكان له مال يبلغ ثمن العبد، قوِّم عليه قيمة العدل، فأعطى شركاءه حصصهم، وعتق عليه العبد، وإلا فقد عتق منه ما أعتق» ۔ان حضرات کی روایت میں استسعاء کا ذکر نہیں ہے، اگر اپنا حصہ آزاد کرنے والا شخص باقی ماندہ شرکاء کو ان کے حصوں کی قیمت دے سکتا ہے تو ٹھیک، ورنہ تو جو حصہ غلام کا آزاد کیا جا چکا ہے، وہ آزاد رہے گا، اور باقی ماندہ حصے بدستور غلام رہیں گے۔

راجح روایت وہ ہے، جس میں استسعاء نہیں ہے، جس کے کئی قرائن ہیں: اس کی روایت کرنے والے تعداد میں بہت زیادہ ہیں، یہ تقریبًا سب کے سب ثقات اثبات ہیں، ان میں سے بعض، مثلًا: امام مالکؒ، امام ایوب سختیانیؒ، امام عبید اللہ بن عمرؒ ان کے اخص تلامذہ ہیں، نیز ان میں سے اکثر حجازی، مدنی ہیں، اور ان کے شیخ امام نافعؒ بھی مدنی ہیں، اور راوی اپنے علاقے کی حدیث کے آفاقیوں کے مقابلے میں زیادہ ضابط ہوتے ہیں، جب کہ ان سے اختلاف کرنے والے حجاجؒ، ابراہیم صائغؒ غیر حجازی ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے دیگر شاگردوں مثلًا: ان کے صاحبزادے سالمؒ، حبیب بن ابی ثابتؒ، عبد العزیز بن رفیعؒ عن أشیاخ من أہل مکۃ نے بھی استسعاء کا ذکر نہیں کیا ہے۔

ابن ابی ذئبؒ پر اختلاف ہے، ابن ابی بکیرؒ ان سے روایت کرتے ہوئے ''استسعاء'' کا ذکر کرتے ہیں،

جبکہ ابن ابی فدیکؒ نہیں کرتے، راجح روایت ابن ابی فدیکؒ ہی کی ہے؛ وجہ اس کی یہ ہے کہ ابن ابی ذئبؒ کی احادیث دو قسم کی ہیں، عراقیین کی ان سے روایت کردہ احادیث میں غلطیاں ہوتی ہیں، جب کہ حجازیین کی ان سے روایت کردہ احادیث صحیح ہوتی ہیں۔ اور ابن ابی فدیکؒ مدنی اور ابن ابی بکیر عراقی ہیں۔

چھٹی حدیث: امام مسلمؒ فرماتے ہیں: «ومن الحديث الذي نقل على الوهم في متنه، ولم يحفظ: حدثنا ، ثنا أبي، ثنا سعيد بن عبيد، ثنا بشير بن يسار الأنصاري، عن سهل بن أبي حثمة، أنه أخبره: أن نفرًا منهم انطلقوا إلى خيبر، فتفرقوا فيها، فوجدوا أحدهم قتيلًا، فقالوا للذين وجدوه عندهم: قتلتم صاحبنا، قالوا: ما قتلنا، ولا علمنا، فانطلقوا إلى نبي الله ﷺ فقالوا: يا رسول الله، أتينا خيبر، فتفرقنا فيها، فوجدنا أحدنا قتيلًا، فقلنا للذين وجدناه عندهم: قتلتم صاحبنا، قالوا: ما قتلنا، ولا علمنا، قال: تجيئون بالبينة على الذين تدعون عليهم، قالوا: ما لنا بينة، قال: فيحلفون لكم، قالوا: لا نقبل أيمان يهود، فكره رسول الله ﷺ أن يبطل دمه؛ فوداه رسول الله ﷺ مائة من إبل الصدقة. وروى سعيد بن عبيد ثم من رواية أبي نعيم. قال أبو الحسين: هذا خبر لم يحفظه سعيد بن عبيد على صحته، ودخله الوهم حتى أغفل موضع حكم رسول الله ﷺ على جهته؛ وذلك أن في الخبر حكم النبي ﷺ بالقسامة أن يحلف المدعون خمسين يمينًا، ويستحقون قاتلهم، فأبوا أن يحلفوا، فقال النبي ﷺ: تبرئكم يهود بخمسين يمينا، فلم يقبلوا أيمانهم، فعند ذلك أعطى النبي ﷺ عقله، وسنذكر هذا الخبر بخلاف ما روى سعيد.... وتواطؤ هذه الأخبار التي ذكرناها بخلاف رواية سعيد يقضي على سعيد بالغلط والوهم في خبر القسامة، وغير مشكل على من عقل التمييز من الحفاظ من نقلة الأخبار ومن ليس كمثلهم أن يحيى بن سعيد أحفظ من سعيد بن عبيد وأرفع منه شأنًا في طريق العلم وأسبابه؛ فلو لم يكن إلا خلاف يحيى إياه حين اجتمعا في الرواية عن بشير بن يسار لكان الأمر واضحًا في أن أولاهما بالحفظ يحيى بن سعيد، ودافع لما خالفه......»۔ (9)

علت کی تشریح: اس حدیث کا مدار بُشَیر بن یسار انصاریؒ پر ہے، ان کے تین شاگرد: سعید بن عبیدؒ، یحییٰ بن سعید انصاریؒ، محمد بن اسحاقؒ ان سے یہ حدیث روایت کرتے ہوئے آپس میں متن میں اختلاف کرتے ہیں:

چنانچہ سعید بن عبیدؒ یوں روایت کرتے ہیں: «ثنا بشير بن يسار الأنصاري، عن سهل بن أبي حثمة، أنه أخبره: أن نفرًا منهم انطلقوا إلى خيبر، فتفرقوا فيها، فوجدوا أحدهم قتيلًا، فقالوا للذين

وجدوه عندهم: قتلتم صاحبنا، قالوا: ما قتلنا، ولا علمنا، فانطلقوا إلى نبي الله ﷺ .... قال: تجيئون بالبينة على الذين تدعون عليهم، قالوا: ما لنا بينة، قال: فيحلفون لكم، قالوا: لا نقبل أيمان يهود، فكره رسول الله ﷺ أن يبطل دمه؛ فوداه رسول الله ﷺ مائة من إبل الصدقة»۔ یعنی: سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارے کچھ لوگ خیبر کی جانب گئے، پھر وہاں کسی کام کی غرض سے وہ جدا ہو گئے؛ بعد ازاں جب وہ آئے تو انہوں نے اپنے ایک ساتھی کی لاش ملی، جسے قتل کیا گیا تھا۔ انہوں نے وہاں موجود لوگوں سے کہا: تم لوگوں نے ہمارے ساتھی کا قتل کیا ہے۔ انہوں نے نہ ہم قتل کیا ہے، نہ ہمیں اس کا علم ہے؛ چنانچہ یہ سب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور ماجرا سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اپنے دعویٰ پر بینہ پیش کرو گے۔ انہوں نے کہا: ہمارے پاس بینہ تو نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تب مدعیٰ علیہم قسمیں کھائیں گے، انہوں نے کہا: ہمیں یہود کی قسمیں قبول نہیں۔ آپ ﷺ نے میت کا خود ضائع ہونا مناسب نہ سمجھا؛ تو آپ ﷺ نے صدقے کے اونٹوں میں سے سو اونٹ انہیں دیت کے طور پر دے دیے۔

جب کہ یحییٰ بن سعید انصاریؒ اور محمد بن اسحاقؒ اسی سند سے یہ حدیث اس طرح بیان کرتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے مدعیان سے فرمایا کہ پچاس قسمیں کھا کر مقتول کے خون بہا کا اپنا حق وصول کر لیں، مگر انہوں نے قسم کھانے سے معذرت کر دی؛ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: «تبرئكم يهود بخمسين يمينًا»۔ یعنی: پھر یہودی پچاس قسمیں کھا کر تمہیں قسمیں کھانے سے بری کر دیں گے، اور یوں یہ جھگڑا ختم ہو جائے گا یا مطلب یہ ہے کہ: یہودی تمہارے سامنے پچاس قسمیں کھا کر تمہارے دعوے سے اپنی براءت پیش کر دیں گے۔ مگر انہوں نے یہودیوں کی قسمیں قبول کرنے سے بھی معذرت کر لی؛ اس پر آپ ﷺ نے مقتول کی دیت اپنی طرف سے اداء فرما دی؛ تا کہ اس کا خون رائیگاں نہ جائے۔

دونوں روایتوں کے درمیان اختلاف واضح ہے، سعید بن عبیدؒ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے مدعیان سے بینہ طلب کیا، جب کہ یحیی بن سعید انصاریؒ اور ابن اسحاقؒ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے یمین طلب کی۔ اسی طرح سعید بن عبیدؒ نے اپنی حدیث میں کہا: آپ ﷺ نے صدقے کے اونٹوں میں سے سو اونٹ انہیں دیت کے طور پر دے دیے۔ جبکہ یحییٰ بن سعید انصاریؒ کی حدیث میں ہے: آپ ﷺ نے اپنی طرف سے دیت اداء فرمائی؛ اور یہی زیادہ قرینِ صواب ہے؛ کیونکہ صدقہ کے اموال فقراء اور

مساکین کے ہیں، یہ اموال دیتوں میں نہیں دیے جاتے۔

دونوں روایتوں میں یحییٰ بن سعید انصاریؒ کی روایت صواب ہے؛ کہ وہ سعید بن عبیدؒ سے أثبت اور أقویٰ ہیں؛ نیز یہ حدیث مدنی ہے؛ کیونکہ بُشَیر بن یسار انصاری اور ان کے شیخ سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ دونوں مدنی ہیں؛ اور اہل مدینہ آفاقیوں کے مقابلہ میں اپنے شہر کی احادیث کے زیادہ ضابط و متقن ہوتے ہیں اور سعید بن عبیدؒ کوفی ہیں، جب کہ یحییٰ بن سعید انصاریؒ مدنی ہیں۔ علاوہ ازیں یحییٰ بن سعید انصاریؒ کی متابعت بھی موجود ہے؛ محمد بن اسحاقؒ نے ان کی متابعت کی ہے۔ (10)

امام احمدؒ، امام نسائیؒ، حافظ ابن قیمؒ، حافظ ابن رجبؒ، علامہ ابن جوزیؒ وغیرہ نے سعید بن عبیدؒ کی حدیث کو معلول قرار دیا ہے۔

ان کے علاوہ باب میں مذکور دیگر احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعیان سے بینہ طلب نہیں کیے تھے: مثلاً: امام زہریؒ کی حدیث، جو انہوں نے ابو سلمہؒ اور سلیمان بن یسارؒ سے اور انہوں نے ایک صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ اسی طرح عمرو بن شعیبؒ، عن أبیہ، عن جدہ کی روایت ہے، اسی طرح ایک اور روایت ہے، جسے ابن جریجؒ نے فضل بن الحسنؒ سے روایت کیا ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسموں کی ابتداء یہود سے کی؛ ان کے انکار پر پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے قسمیں اٹھانے کو کہا؛ انہوں نے بھی معذرت کر دی؛ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود پر دیت لازم کر دی۔

ان مذکورہ بالا روایات کا یحییٰ بن سعید انصاریؒ اور محمد بن اسحاقؒ کی احادیث سے بعض تفاصیل میں اختلاف ضرور ہے، اور ان تفاصیل کی بابت یحییٰ بن سعید انصاریؒ کی حدیث ہی اولیٰ اور اصح ہے، مگر یہ تمام روایات اس بات پر متفق ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعیان سے بینہ طلب نہیں فرمائے تھے۔

ساتویں حدیث: امام مسلمؒ فرماتے ہیں: «ذكر خبر واهٍ يدفعه الأخبار الصحاح: حدثنا مسلم ثنا عبد الله بن مسلمة أنا سلمة بن وردان عن أنس أن النبي ﷺ رأى رجلًا من أصحابه، فقال: يا فلان، هل تزوجت؟ قال: لا، وساقه، قال مسلم: هذا الخبر الذي ذكرناه عن سلمة، عن أنس أنه خبر يخالف الخبر الثابت المشهور. فنقل عوام أهل العدالة ذلك عن رسول الله ﷺ، وهو الشائع من قوله: ﴿قل هو الله أحد﴾ تعدل ثلث القرآن فقال ابن وردان في روايته أنها ربع القرآن، ثم ذكر في خبره من القرآن خمس سور، يقول في كل واحد منها: ربع القرآن!! وهو مستنكرٌ غير مفهوم

صحة معناه....»۔ (11)

علت کی تشریح: سلمہ بن وردانؒ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے ایک صاحب کو دیکھا، تو ان سے فرمایا: اے فلان! کیا آپ نے نکاح کیا ہے؟ تو ان صاحب نے عرض کیا: نہیں، میرے پاس نکاح کرنے کے لئے کچھ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا آپ کے پاس ﴿قل هو الله أحد﴾ نہیں ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ایک چوتھائی قرآن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: کیا آپ کے پاس ﴿إذا جاء نصر الله والفتح﴾ نہیں ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ایک چوتھائی قرآن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا آپ کے پاس ﴿قل يا أيها الكافرون﴾ نہیں ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ایک چوتھائی قرآن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا آپ کے پاس ﴿إذا زلزلت﴾ نہیں ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ایک چوتھائی قرآن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا آپ کے پاس آیت الکرسی نہیں ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ایک چوتھائی قرآن ہے، نکاح کرو نکاح کرو۔

امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث واہی اور منکر ہے؛ یہ ان تمام احادیث صحیحہ کے خلاف ہے، جن میں سورۃ الاِخلاص کو ثلث قرآن کے برابر کہا گیا ہے، یہ احادیث درج ذیل اسانید کے ساتھ مروی ہیں:

«مالک، عن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن أبی صعصعہ، عن أبیہ، عن أبی سعید، عن قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ»۔

«یحیی بن سعید، عن شعبہ، قتادہ، عن سالم، عن معدان، عن أبی الدرداء رضی اللہ عنہ»۔

«جریر بن حازم، عن قتادہ، عن أنس رضی اللہ عنہ»۔

«الزہری، عن حمید، عن أمہ أم کلثوم رضی اللہ عنہا»۔

«سوید بن سعید، عن فضیل بن عیاض، عن منصور، عن ہلال، عن ربیع بن خیثم، عن عمرو بن میمون، عن ابن ابی لیلیٰ، عن امرأۃ من الأنصار، عن أبی أیوب رضی اللہ عنہ»۔

«محمد بن جعفر، عن شعبہ، عن أبی قیس، عن عمرو بن میمون، عن أبی مسعود رضی اللہ عنہ»۔

«زکریا بن ابی زائدہ، عن أبی اسحاق، عن عمرو بن میمون، عن بعض أصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم»۔

«عن عمرو بن عثمان، عن موسی بن طلحہ، عن أبی أیوب رضی اللہ عنہ»۔

ان احادیث کی مخالفت کے ساتھ ساتھ خود اس سلمہ بن وردان کے روایت کردہ متن میں بھی انتہائی عجیب نکارت ہے (12)، وہ یہ ہے کہ اس حدیث میں انہوں نے پانچ سورتیں ذکر کی ہیں، اور ہر سورت کو ربعِ قرآن کہا ہے، حالانکہ شئ واحد کے چار ارباع ہوتے ہیں، نہ پانچ!!

آٹھویں حدیث: امام مسلمؒ فرماتے ہیں: «ذكر خبرٍ ليس بمحفوظ المتن: حدثنا يحيى بن يحيى، ثنا وكيع، عن سفيان، عن أبي قيس، عن هزيل بن شرحبيل، عن المغيرة بن شعبة أن رسول الله ﷺ توضأ ومسح على الجوربين والنعلين..... قد بينا من ذكر أسانيد المغيرة في المسح بخلاف ما روى أبو قيس عن هزيل، عن المغيرة ما قد اقتصصناه وهم من التابعين وأجلتهم مثل مسروق، وذكر من قد تقدم ذكرهم، فكلّ هؤلاء قد اتفقوا على خلاف رواية أبي قيس عن هزيل، ومن خالف خلاف بعض هؤلاء بين لاهل الفهم من الحفظ في نقل هذا الخبر وتحمل ذلك والحمل فيه على أبي قيس أشبه، وبه أولى منه بهزيل؛ لأن أبا قيس قد استنكر أهل العلم من روايته أخبارا غير هذا الخبر.... قال عبد الله بن المبارك: عرضت هذا الحديث، يعني: حديث المغيرة من رواية أبي قيس على الثوري فقال: لم يجيء به غيره؛ فعسى أن يكون وهمًا»۔ (13)

علت کی تشریح: ابو قیس عبد الرحمن بن ثروان اودیؒ، ہزیل بن شرحبیل سے اور وہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے وضوء فرمایا، اور جوربین و نعلین پر مسح فرمایا۔

امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ ابو قیسؒ کی "مسح علی الجوربین والنعلین" والی یہ حدیث منکر ہے؛ یہ حدیث سلف کی ایک بڑی جماعت نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، اور ان میں سے کسی نے بھی "مسح علی الجوربین" کا ذکر نہیں کیا، سب نے "مسح علی الخفین" کا ذکر کیا ہے۔ جن اسانید کے ساتھ یہ حدیث حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ درج ذیل ہیں:

علی بن ربیعہؒ، عن المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ۔

ایاد بن لقیط، عن قبیصہ بن برمہؒ، عن المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ۔

حمزہ بن المغیرہؒ، عن أبیہ المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ۔

عروہ بن المغیرہؒ، عن أبیہ المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ۔

بکر بن عبد اللہ، عن ابن المغیرہ، عن المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ۔

الحسن البصریؒ، عن ابن المغیرہؒ، عن المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ۔

شریک بن السائبؒ، عن المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ۔

محمد بن عمروؒ، عن اَبی سلمہؒ، عن المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ۔

عامرؒ وسعد بن عبیدہؒ عن المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ۔

ابو العالیہؒ، عن فضالہ، عن المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ۔

عمرو بن وہبؒ، عن المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ۔

ابن سیرینؒ، عن عمروؒ، عن المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ۔

قتادہؒ، عن الحسنؒ وزرارہ بن ابی اوفیؒ، عن المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ۔

جبیر بن حیہ الثقفیؒ، عن المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ۔

امام مسلمؒ فرماتے ہیں: کہ سلف کی اس بڑی جماعت کی روایت کردہ حدیث، ابو قیسؒ کی روایت کردہ اس حدیث کے بالکل مخالف ہے، اور اس خطأ کی ذمہ داری ابو قیسؒ پر ہی آتی ہے، ہزیل بن شرحبیلؒ کے مقابلہ میں ان کا ضبط کم زور ہے، اور ائمہ نے ان کی اس حدیث کے علاوہ کئی اور احادیث کو بھی منکر قرار دیا ہے۔ امام سفیان ثوریؒ نے بھی انہیں ہی اس غلطی کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ واللہ تعالیٰ اَعلم۔

نویں حدیث: امام مسلمؒ فرماتے ہیں: «ذكر خبر خطأ في متنه، يدفعه الأخبار الصحاح، غير أنا نبدأ بذكر الرواية الصحيحة، ثم نتبعها الفاسدة: حدثني زهير بن حرب، ثنا مروان، ثنا يزيد بن كيسان، عن أبي حازم، عن أبي هريرة، قال: أعتم رجل عند النبي ﷺ، ثم رجع إلى أهله، فوجد الصبية قد ناموا، فأتاه أهله بطعامه، فحلف: لا يأكل من أجل صبيته، ثم بدا له؛ فأكل، فأتى رسول الله ﷺ فذكر ذلك له، فقال رسول الله ﷺ: من حلف على يمينٍ، فرأى غيرها خيرًا منها؛ فليأتها، وليكفر عن يمينه.... وقد ذكرنا الأحاديث الثابتة عن رسول الله ﷺ في أمر الحالف على الشيء، يرى غير ما حلف عليه أن يكفر عن يمينه، ويأتي الذي هو خير... سنذكر الرواية التي تخالف هذه الأخبار الثابتة التي قدمناها: ثنا يحيى بن يحيى، ثنا هشيم، عن يحيى بن عبيد الله، عن أبيه، عن أبي هريرة قال: ذكر النبي ﷺ: من حلف على يمين رأى غيرها خيرا منها، فأتى الذي هو خير فهو

كفارته. فلو لم يكن مما تبين فساد هذه الرواية إلا ما ذكرنا قبل من رواية سهيل، عن أبيه، عن أبي هريرة. ويزيد بن كيسان، عن أبي حازم، عن أبي هريرة، عن النبي ﷺ فليأتها، وليكفر عن يمينه، لكفى ذلك، فكيف ومعه حديث أبي موسى وعدي بن حاتم وأبي الدرداء وغيرهم بمثل هذه الرواية وأشباهها ترك أهل الحديث حديث يحيى بن عبيد الله، لا يعتدون به. وأما حديث ابن خياط، عن عمرو بن شعيب، فلا معنى في التشاغل به»۔ (14)

علت کی تشریح: یحییٰ بن عبید اللہؒ، اپنے والد سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: اگر کوئی شخص کوئی کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھالے اور پھر اس کا خلاف کرنا اسے بہتر لگے، تو وہ، وہ کام کرلے، جو اسے بہتر لگے، اور یہی اس کی قسم کا کفارہ ہے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن موہب تیمیؒ کی یہ حدیث یہ اس حدیث کے بالکل مخالف ہے، جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان کے اخص تلمیذ ابو صالح ذکوان السمانؒ روایت کرتے ہیں، جس کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھالے، پھر اس کا خلاف کرنا اسے بہتر لگے تو وہ، ویسا ہی کرلے جو اسے بہتر لگا، اور پھر قسم کا کفارہ اداء کردے۔

صحیح اور راجح روایت ابو صالحؒ ہی کی ہے، جس پر کئی قرائن ہیں: ایک یہ کہ ابو صالحؒ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اخص تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ دوم ان کی متابعت ابو حازم سلمان اشجعیؒ نے بھی کی ہے، جو ثقہ ہیں۔ سوم باب میں مذکور صحیح احادیث بھی اس کی موافقت کرتی ہیں؛ چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ، حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ وغیرہم سے بالکل اسی معنی میں احادیث مروی ہیں۔ علاوہ ازیں عبید اللہ بن عبد اللہ تیمیؒ اور ان کے بیٹے یحییٰ دونوں متکلم فیہ ہیں، اور یحییٰ تو متروک ہیں، اور یہ وہم ظاہر ہے، انہی دونوں باپ بیٹا میں سے کسی ایک سے ہوا ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم۔

دسویں حدیث: امام مسلمؒ فرماتے ہیں: «ذكر خبر مستنكر عن ابن عمر عن النبي ﷺ فقد أطبق الحفاظ على صدر روايته عن ابن عمر، عن النبي ﷺ. الحسن بن صالح، عن فراس، عن عطية، عن ابن عمر، قال: صليت مع النبي ﷺ في السفر والحضر؛ فصلى الظهر في الحضر أربعًا، وبعدها ركعتين، والعصر أربعًا وليس بعدها شيءٌ، والمغرب ثلاثًا، وبعدها ركعتين، والعشاء أربعًا وبعدها ركعتين. وساقه. ورواه ابن أبي ليلى، عن عطية، عن ابن عمر بهذا. سمعت مسلمًا يقول: ذكر الأسانيد

الصحاح الثابتة التي تخالف رواية عطية: ثنا عبد الله بن مسلمة، حدثني عيسى بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب، عن أبيه، قال: صحبت ابن عمر في طريق مكة، قال: فصلى لنا الظهر ركعتين، وساق الحديث. قال مسلم: فهذه أسانيد صحاح كل واحدٍ منها ثابت على انفراده، وهم جماعة: منهم حفص بن عاصم بن عمر، وعيسى بن طلحة بن عبيد الله، وعثمان بن عبد الله بن سراقة، ووبرة بن عبد الرحمن، حكوا ذلك عن ابن عمر ترك النبي ﷺ السبحة في السفر قبل المكتوبة، وبعدها، ونافع حكى ترك ابن عمر ذلك»۔ (15)

علت کی تشریح: فراس بن یحییٰ ہمدانیؒ، اشعث بن سوار کندیؒ، حجاج بن ارطاۃؒ، ابن ابی لیلیٰؒ وغیرہ کوفیین سعد بن عطیہ عوفیؒ سے روایت کرتے ہیں، کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ: میں نبی ﷺ کے ساتھ سفر وحضر میں نمازیں پڑھیں؛ چنانچہ آپ ﷺ نے حضر میں ظہر کی چار رکعت کے بعد دو رکعتیں پڑھیں، عصر کی چار رکعتوں کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی، مغرب کی تین رکعتوں کے بعد دو رکعتیں اور عشاء کی چار رکعتوں کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔ اور سفر کی نمازوں میں بھی انہوں نے یہی تفصیل ذکر کی، البتہ چار رکعتوں کی بجائے دو رکعتوں کا ذکر کیا۔

امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث منکر ہے؛ کیونکہ یہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ثقات اثبات کی روایات کے خلاف ہے، جن کے مطابق: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں تطوعات ورواتب پڑھنے کے قائل نہیں تھے؛ چنانچہ ایک سفر میں ان کے پوتے حفص بن عاصمؒ ان کے ساتھ تھے، انہوں نے ظہر کی دو رکعت پڑھی، پھر کچھ لوگوں کو انہوں نے رواتب پڑھتے ہوئے دیکھا تو سخت نکیر فرمائی اور فرمایا: اگر میں نے رواتب پڑھنے ہوتے تو میں قصر کے بجائے اتمام کرتا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیے، ان میں سے کسی نے بھی دو رکعتوں سے زائد نماز نہیں پڑھی۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہے: ﴿لقد لكم في رسول الله أسوةٌ حسنةٌ﴾۔

سفر میں رسول اللہ ﷺ کا رواتب نہ پڑھنا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حفص بن عاصمؒ کے علاوہ، عیسی بن طلحہ بن عبید اللہؒ، عثمان بن عبد اللہ بن سراقہؒ، وبرہ بن عبد الرحمنؒ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ نظر بر آں عطیہ العوفیؒ کی روایت ثقات کی روایت کے مخالف ہونے کی وجہ سے منکر ہوگی، جبکہ عطیہ بن سعد عوفیؒ از روئے ضبط متکلم فیہ راوی ہیں؛ نیز یہ حدیث ان کے عمل کے بھی خلاف ہے۔

گیارہویں حدیث: امام مسلمؒ فرماتے ہیں: «ذكر رواية فاسدة بين خطؤها بخلاف الجماعة من الحفاظ. حدثني القاسم بن زكريا بن دينار، ثنا حسين بن علي، عن زائدة، عن عبد العزيز بن أبي رواد، عن نافع، عن ابن عمر: كان الناس يخرجون صدقة الفطر في عهد النبي ﷺ صاع شعير أو تمر أو سلت أو زبيب، فلما كان عمر وكثرت الحنطة، جعل عمر نصف صاع حنطة مكان صاع من تلك الأشياء. وسنذكر إن شاء الله من رواية أصحاب نافع بخلاف ما روى عبد العزيز. ثنا عبد الله بن مسلمة وقتيبة، قالا: ثنا مالك، عن نافع، عن ابن عمر، أن رسول الله ﷺ فرض زكاة الفطر من رمضان على الناس صاعًا من تمر أو صاعًا من شعير. وساقه.... فهؤلاء الأجلة من أصحاب نافع قد أطبقوا على خلاف رواية ابن أبي رواد في حديثه صدقة الفطر وهم سبعة نفر، لم يذكر أحد منهم في الحديث السلت ولا الزبيب، ولم يذكروا في الحديث غير أنه جعل مكان تلك الأشياء نصف صاع حنطة، إنما قال أيوب السختياني وأيوب بن موسى والليث في حديثهم: فعدل الناس به بعد نصف صاع من بر. فقد عرف من عقل الحديث وأسباب الروايات حين يتابع هؤلاء من أصحاب نافع على خلاف ما روى ابن أبي رواد فلم يذكروا جميعًا في الحديث إلا الشعير والتمر. والسلت والزبيب يحكى عن ابن عمر على غير صحة؛ إذ كان ابن عمر لا يعطي في دهره بعد النبي ﷺ إلا التمر، إلا مرة أعوزه التمر؛ فأعطى الشعير»۔ (14)

علت کی تشریح: عبد العزیز بن ابی روادؒ، امام نافعؒ سے، اور وہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ: لوگ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں صدقۂ فطر میں ایک صاع جَو، یا کھجور، یا سُلت یعنی: بغیر چھلکے والی گیہوں کی مانند جَو یا کشمش نکالا کرتے تھے۔ پھر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور آیا اور گندم بہت زیادہ ہونے لگی تو انہوں نے ان سب چیزوں کے ایک صاع کے بدلے نصف صاع گندم صدقۂ فطر میں مقرر کر دی۔

عبد العزیز بن ابی روادؒ کی یہ حدیث امام نافعؒ سے روایت کرنے والی ایک بڑی جماعت کی روایت کے خلاف ہے، ان شاگردوں میں امام مالکؒ، عبید اللہ بن عمر العمریؒ، ایوب بن ابی تمیمہ سختیانیؒ، لیث بن سعدؒ، ایوب بن موسیٰؒ، محمد بن اسحاقؒ، ضحاک بن عثمانؒ شامل ہیں۔ ان سات حضرات کی روایات کے مطابق: رسول اللہ ﷺ نے لوگوں پر رمضان میں صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو مقرر فرمایا تھا۔ ان سب میں سے

کسی کی بھی روایت میں نہ ہی سُلت کا ذکر ہے، نہ زبیب کا، اور نہ ہی اس بات کا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں گندم بکثرت ہونے کی وجہ سے انہوں نے ان سب چیزوں کے ایک صاع کے بدلے نصف صاع گندم صدقہ ٔفطر مقرر فرمائی۔ البتہ لیثؒ، ایوب سختیانیؒ، اور ایوب بن موسیٰؒ کی احادیث میں اتنا اضافہ ہے کہ: پھر لوگ بعد میں نصف صاع گیہوں کی جانب مائل ہو گئے۔ اور ابن عیینہؒ عن ایوب سختیانیؒ کی حدیث میں ہے کہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہی گیہوں کے دو مُد مقرر فرمائے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہی کی طرف اس بات کی نسبت کی۔ جس معلوم ہوتا ہے کہ ابن ابی روادؒ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ذکر کرنا غلط ہے، جیسا کہ امام ابو داؤدؒ نے فرمایا ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ عبد العزیز بن ابی روادؒ کی روایت میں یہ زیادات منکر ہیں؛ اسے امام نافعؒ کے شاگردوں میں سے کسی نے بھی ذکر نہیں کیا، جو تقریباً سب کے سب ثقہ ہیں، جن میں سے تین شاگرد مالکؒ، ایوب سختیانیؒ، عبید اللہؒ ان کے اخص تلامذہ ہیں، مذکورہ سات تلامذہ کے علاوہ کئی اور ثقات نے بھی یہ حدیث اسی طرح امام نافعؒ سے روایت کی ہے، جن میں عمر بن نافعؒ، کثیر بن فرقدؒ، موسیٰ بن عقبہؒ، جویریہ بن اسماءؒ، یونس بن یزیدؒ، معلّٰی بن اسماعیلؒ، عبد اللہ بن عمر العمریؒ، وغیرہم شامل ہیں۔

علاوہ ازیں خود حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل بھی اس حدیث کے خلاف ہے؛ آپ رضی اللہ عنہ عمر بھر کھجور ہی صدقہ ٔفطر میں دیتے رہے، سوائے ایک بار کے، جب ان کے پاس کھجور کی کمی ہوئی تو انہوں نے اس کے بدلے "جَو" دی۔

نتائج بحث:

* محدثین نقد خارجی و داخلی دونوں کا اہتمام کرتے ہیں، نقد داخلی کا اہتمام نہ کرنے کا مستشرقین کا اعتراض لاعلمی یا بدنیتی پر مبنی ہے۔

* کسی بھی حدیث کی صحت کے لئے محدثین کے نزدیک اس حدیث کا خارجی و داخلی دونوں عیوب سے سالم ہونا ضروری ہے۔

* نقد داخلی کے مظانّ میں کتب العلل، کتب السوٴالات، کتب التواریخ، کتب الجرح والتعدیل خصوصًا

کتب التراجم المعللہ، کتب الموضوعات اور دیگر کتب علوم الحدیث شامل ہیں۔

* صرف مختصر کتاب "التمییز" میں نقد داخلی کی بائیس مثالیں ملتی ہیں، جب کہ اس میں کل احادیث کی تعداد پچیس ہے۔

....

حواشی وتعلیقات:

(1) مسلم، کتاب التمییز (ص 69 - 73).
Mus' lim, Kitāb ạl-Tãm'yyz (ṣ 95 - 100).

(2) علاوہ ازیں عبد الرحمن بن الاسود اور ابراہیم نخعیؒ دونوں ابو اسحاق سبیعیؒ سے اوثق ہیں؛ نیز عبد الرحمنؒ کو ایک امتیاز یہ بھی حاصل ہے کہ انہیں اپنے والد کی احادیث کا ابو اسحاق سبیعیؒ سے زیادہ علم ہے۔

(3) مسلم، کتاب التمییز (ص 74 - 82).
Mus' lim, Kitāb ạl-Tãm'yyz (ṣ 74 - 82).

(4) علاوہ ازیں امام زہریؒ نے اس حدیث میں ذو الشمالین کا ذکر کیا ہے، جو غلط ہے؛ یہ صحابی، ذو الشمالین نہیں، بلکہ ذو الیدین ہیں، جن کا نام خِرباق سلمی ہے، جو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت بھی حیات تھے، جبکہ ذو الشمالین بدری صحابی ہیں، جن کا نام عمیر بن عبد عمرو بن نضلہ خزاعی ہے، جو غزوہ بدر میں شہید ہو گئے تھے، جن جن راویوں نے تنبیہ کرنے والے کا نام ذکر کیا ہے، انہوں نے "ذو الیدین" کا ذکر کیا ہے، نہ کہ ذو الشمالین کا۔

(5) مسلم، کتاب التمییز (ص 82 - 87).
Mus' lim, Kitāb ạl-Tãm'yyz (ṣ 82 - 87).

(6) مسلم، کتاب التمییز (ص 94).
Mus' lim, Kitāb ạl-Tãm'yyz (ṣ 94).

(7) مسلم، کتاب التمییز (ص 95 - 100).
Mus' lim, Kitāb ạl-Tãm'yyz (ṣ 95 - 100).

(8) ایوب سختیانیؒ کو اس حدیث کے آخری جملے میں تردد ہے؛ چنانچہ کبھی وہ کہتے ہیں: «قال نافع: وإلا فقد عتق منه ما عتق، قال أيوب: لا أدري أشيءٌ قاله نافع أو شيء في الحديث»۔ اور عبد الوہاب ثقفیؒ کی روایت میں وہ یوں کہتے ہیں: «وربما قال: وإن لم يكن له مالٌ فقد عتق منه ما عتق"، وربما لم يقله، وأكبر ظني أنه شيءٌ يقوله نافع من قبله»۔ اور اسماعیل کی روایت میں کہتے ہیں: «وربما قال نافع هذا في الحديث، وربما لم يقله؛ فلا يدري هو في الحديث أم قال نافع من قبله»۔ اس شک کی

وجہ سے بعض نے اس حدیث کو رد کرنے کی کوشش کی ہے، اس کا جواب امام شافعیؒ یوں دیتے ہیں: «لا أحسب عالما بالحديث ورواته يشك في أن مالكًا أحفظ لحديث نافع من أيوب.... ولو استويا في الحفظ فشك أحدهما في شيء لم يشك فيه صاحبه لم يكن في هذا موضعٌ لأن يغلط به الذي لم يشك، وإنما لم يغلط الرجل بخلاف من هو أحفظ منه، أو يأتي بشيء في الحديث يشركه في من لم يحفظ منه ما حفظ منه هم عدد وهو منفرد، قد وافق مالكًا في هذه الزيادة غيره»۔ البيهقي، معرفة السنن والآثار (395/14).

Al-Baŷhaqīã, Ma'rifaẗ Al-Sãnan wāl-ậtẖār (14 / 395).

(9) مسلم، كتاب التمييز (ص 100 - 107).

Mus' lim, Kitāb ạl-Tãm'yyz (ṣ 100 - 107).

(10) ابن رجب، جامع العلوم والحكم (ص 689).

Aib'na Rajab, Jām'a ạl-Ulūm Wā-ḥuk'm (ṣ 689).

(11) مسلم، كتاب التمييز (ص 107 - 113).

Mus' lim, Kitāb ạl-Tãm'yyz (ṣ 107 - 113).

(12) یہ حدیث ابن وردانؒ سے محمد بن ایوب بن الضریسؒ سے اپنے "فضائل القرآن" (الحديث رقم 297) میں اور ان کے طریق سے امام بیہقیؒ نے "شعب الإیمان" (الحديث رقم 2285) میں تخریج کی ہے، اور انہوں نے ﴿قل هو الله أحد﴾ کو ثلث قرآن کہا ہے۔ اسی طرح ابن ابی فدیکؒ نے بھی ابن وردانؒ سے اسی طرح روایت کیا ہے، جسے امام ترمذیؒ نے "جامع کبیر" (الحديث رقم 2895) میں تخریج کیا ہے۔ مگر بظاہر یہی لگتا ہے کہ یہ ان حضرات کا وہم ہے، جس کا سبب سلوک الجادہ ہی ہو سکتا ہے۔ جب کہ سفیان ثوریؒ نے ابن وردانؒ سے روایت کرتے ہوئے سورہ اخلاص کا ذکر ہی نہیں کیا۔ کوئی بعید نہیں کہ یہ اضطراب خود ابن وردانؒ ہی کی جانب سے ہو، جو کہ منکر الحدیث ہیں۔ واللہ تعالی أعلم۔

(13) مسلم، كتاب التمييز (ص 125 - 135).

.Mus' lim, Kitāb ạl-Tãm'yyz (ṣ 125 - 135)

(14) مسلم، كتاب التمييز (ص 136 - 141).

Mus' lim, Kitāb ạl-Tãm'yyz (ṣ 136 - 141).

(15) مسلم، كتاب التمييز (ص 153 - 155).

.Mus' lim, Kitāb ạl-Tãm'yyz (ṣ 153 - 155)

(16) مسلم، كتاب التمييز (ص 155 - 160).

Mus' lim, Kitāb ạl-Tãm'yyz (ṣ 155 - 160).